مولانا شمس تبریز خاں ۔ رفیق مجلس تحقیقات و نشریات لکھنؤ مسلسل

تاریخ اسلام میں

شیعیت و باطنیت کا منفی کردار

خلافت عباسیہ کا خاتمہ اور تباہئ بغداد | قرامطہ و باطنیہ کا سب سے بدترین اور شرمناک کردار خلافت باسیہ کے خاتمے کے لئے ان کی سازش تھی جس کے نتیجے میں ساڑھے چھ سو سالہ خلافت کا خاتمہ ہوا۔ اور سلام اور مسلمانوں کو وہ ناقابل تلافی نقصان پہنچا جس کی تاریخ اسلام میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ سیاسی زوال کے تھ علمی و ثقافتی پیش رفت رک گئی۔ اور اس کے بعد ملت اسلامیہ نئے علمی آفاق کی دریافت کے بجائے پنے ثقافتی ورثے کی حفاظت و وضاحت میں لگ گئی۔ اور اس کی علمی سرگرمیوں کا تسلسل ختم ہو گیا۔ مورخین سلام نے اس حادثہ کے دور رس نتائج اور اس کی المناکی کو محسوس کیا۔

علامہ ذہبی نے لکھا ہے۔ لم یر فی الاسلام ملحمۃ مثل ملحمۃ الترک الکفار المسلمین [1] اسلام میں ترک کفار یعنی تاتاریوں کے حملہ سے زیادہ کوئی اور خون ریز جنگ نہیں ہوئی۔ اس المیے سنگینی اور بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بغداد کے محلہ کرخ کے شیعہ سنی فساد کے بعد خلیفہ متعصم کا وزیر ابن العلقمی اور نصیر الدین طوسی جیسا فلسفی اور محقق بھی تھا۔

علامہ ذہبی (۶۷۳ - ۷۴۸ھ) طوسی (۵۹۷ - ۶۷۲ھ) کے بارے میں لکھتے ہیں۔

" طوسی بھی دشمن خدا ابن العلقمی اور اس کے مشیر ابن ابی الحدید کے ساتھ اس ہولناک قتل عام میں شریک تھا۔ جس کا ارتکاب امت محمدیہ میں ہلاکو نے عاصمۃ الاسلام بغداد میں ۶۵۶ھ میں کیا تھا۔ اس میں ابن العلقمی اور اس کے مشیر کی خیانت اور اس

---

[1] مختصر منہاج السنۃ ص ۳۲۸ - دمشق ۱۳۷۴ھ

ملحد فلسفی طوسی کی ترغیب شامل تھی۔ طوسی اس سے پہلے بلاد الجبل (کوہستان) میں الموت کے ملاحدہ اسماعیلیہ کے اعوان میں تھا۔ اس نے اپنی کتاب "اخلاق ناصری" باطنیہ کے وزیر ناصر الدین حاکم جبال کے نام پر لکھی تھی۔ اور یہ ناصر الدین علاؤ الدین محمد باطنی کے خبیث ترین کارندوں میں تھا۔ طوسی کی ایک منافقانہ حرکت یہ تھی کہ اس نے عباسی خلیفہ مستعصم کا قصیدہ بھی لکھا تھا اور اس کے باوجود بغداد کے اسلامی المیئے کے لئے ہلاکو کو اسی نے دعوت دی تھی۔ شیعہ حضرات اس رسوا کن خیانت کو اور بدترین وحشت کو نصیر طوسی کے مفاخر میں شمار کرتے ہیں[1]

محمد بن شاکر احمد الکتبی (م ۷٦۴ھ) نصیر طوسی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وہ ہلاکو کا بہت مقرب تھا اور اس کے مشوروں کو مانتا تھا۔ اسے مالی تصرف کا بھی اختیار رہتا"[2]

الکتبی موید الدین ابن العلقمی کے بارے میں لکھتا ہے۔

"دوادار (جو غالی سنی تھا) اور ابن العلقمی کے مابین کچھ اختلاف ہوا جس میں خلیفہ کے لڑکے نے دوادار کی حمایت کی جس سے ناراض ہو کر ابن العلقمی نے جیسا کہ مشہور ہے۔ اسلام اور بغداد کی تباہی کا منصوبہ بنایا۔ اور تاتاریوں سے مراسلت کی۔ اور ہلاکو کو بغداد پر قبضے کی دعوت دی۔ اور ہلاکو کے ساتھ ایسی سازش کی جس پر وہ بعد میں نادم ہوا۔ اور اکثر یہ مصرع پڑھتا تھا ع

وجری القضاء بعکس ما املتہ

کیونکہ رذیل تاتاریوں کے ہاتھ سے وہ طرح طرح سے ذلیل ہوا۔ اور غم و غصے میں مبتلا ہو کر دوسرے ہی سال ٦۵۷ھ میں مر گیا[3]

مورخ و مفسر ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کے قتل کے مشورہ دینے والوں میں وزیر ابن العلقمی اور نصیر طوسی بھی تھے۔ قلعہ الموت کی فتح کے بعد طوسی ہلاکو کے ساتھ رہتا تھا۔ اور ہلاکو نے اسے اپنا وزیر بنا لیا تھا ہلاکو کو خلیفہ کے قتل میں تذبذب تھا۔ مگر طوسی کے اشارہ پر لوگوں نے اسے گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔ ابن العلقمی اس سے پہلے فوج میں کمی

---

[1] مختصر منہاج السنۃ ص ۲۰۔ دمشق ۱۳۷۴ء　[2] فوات الوفیات ۲/۱۸٦ (۱۲۸۳)　[3] ایضاً ص ۱۸۹/۱۹۰

کرتا رہا۔ مستعصم کے آخری ایام میں ان کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ جسے اس نے دس ہزار تک پہنچا دیا۔ اور خلافت کی کمزوری بتا کر تاتاریوں کو حملے کی دعوت دی۔ وہ اس طرح سنت کا بالکل خاتمہ اور رفض و بدعت کو فروغ دینا اور کسی فاطمی کو خلیفہ بنانا اور علماء و مفتیوں کو ختم کرنا چاہتا تھا۔[۱]

ابن کثیر کے قلم سے تباہی بغداد کی یہ دردناک تصویر ملاحظہ ہو۔

" ہلاکو خان نے اپنی کافر و فاجر اور ظالم فوج کے ذریعہ بغداد کے مشرقی و مغربی جانب سے محاصرہ کر لیا۔ بغداد کی فوجیں بہت کم اور کمزور تھیں جن کی تعداد دس ہزار تھی۔ یہی باقی فوج تھی جو ابن العلقمی کے غلط مشورہ کے نتیجے میں رہ گئی تھی۔ سب سے پہلے وہی اپنے اہل و احباب اور خدم و حشم کے ساتھ ہلاکو سے جا کر مل گیا۔ اور خلیفہ کو مشورہ دیا کہ وہ بھی ہلاکو سے ملے تاکہ صلح ہو جائے۔ چنانچہ خلیفہ سات سو سواروں کے ساتھ (جن میں قضاۃ و فقہا اور امراء و اعیان بھی تھے) ہلاکو کے پاس گیا۔ ہلاکو نے اس سے بہت سے سوالات کئے۔ کہا جاتا ہے کہ خوف و امانت کے احساس سے خلیفہ صحیح جواب نہ دے سکا۔ اور بغداد واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ نصیر طوسی اور ابن العلقمی بھی تھے۔ جنہوں نے ہلاکو کو مشورہ دیا کہ وہ خلیفہ سے صلح نہ کرے۔ اس کے ساتھ انہوں نے خلیفہ کے قتل کا بھی مشورہ دیا۔ خلیفہ جب ہلاکو کے پاس آیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور وہ قتل کر دیا گیا۔ اور ان میں سے یہود و نصاریٰ اور تاتاریوں یا ابن العلقمی کی پناہ میں آنے والوں کے سوا کوئی نہیں بچا۔ کہا جاتا ہے کہ مقتولین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تھی۔"[۲]

تباہی بغداد پر روافض کی خوشی | ایک شیعہ اہل قلم مرزا محمد باقر خونساری طوسی کے بارے میں لکھتا ہے۔

" ان کے بارے میں یہ مشہور و معروف ہے کہ وہ ایران میں سلطان محتشم ہلاکو خان (عظیم تاتاری و مغل سلطان) کے وزیر بنائے گئے۔ اور اس سلطان (مؤید من اللہ) کے ساتھ بغداد آئے۔ تاکہ خلق کی خبر گیری، ملک کی اصلاح کریں۔ اور سلطنت عباسیہ کا خاتمہ کر کے اور اس کے حامیوں کا قتل عام کر کے فساد کی جڑ کھود دیں اور ظلم کی آگ بجھا

---

۱ البدایہ والنہایہ ۱۳/ ۲۰۱ (مصر ۱۳۵۸ھ) ۲ روضات الجنات ص ۵۸۰ بحوالہ مختصر منہاج السنۃ ص ۳۲۶

دیں۔ چنانچہ ان کے گندے خون کو نہروں کی طرح بہایا جو دجلہ میں جاکر ملا۔ اور وہاں سے جہنم رسید ہوا۔ [1]

خلافت عثمانیہ اور ایران | خلافت بغداد کو تباہ کرنے کے بعد روافض اور طاقت ور ہو گئے۔ یہاں تک کہ ۹۰۶ھ میں ایران پر صفویہ حکومت قائم ہو گئی۔ اور انہوں نے تشیع کو ایران کا سرکاری مذہب قرار دے مسلم دشمنی کی پالیسی اپنائی۔ اور اس عہد کی سب سے بڑی اسلامی طاقت (خلافت عثمانیہ) کے خلاف یورپی حکومتوں سے سازباز شروع کی جس کے جواب میں کئی صدیوں تک ایران سے آویزش جاری رہی۔ جو طاقت یورپ میں اسلامی فتوحات میں صرف ہوتی وہ ایران میں ضائع ہو کر رہ گئی۔ اور بالآخر خلافت عثمانیہ کمزور ہو کر ختم ہو گئی۔

مولانا اکبر شاہ خاں سلطان سلیم (۱۵۱۲ء ۱۵۲۰ء) کے بارے میں لکھتے ہیں۔

سلطان سلیم کو اپنے بھائیوں سے فارغ ہوتے ہی ایران کی سلطنت اور ایشائے کوچک کے لوگوں سے الجھنا پڑا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سلطان سلیم اگر ایران کی سلطنت کے خلاف مستعدی کا اظہار نہ کرتا تو سلطنت عثمانیہ کے درہم برہم ہونے میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔۔۔۔ اگر اسماعیل صفوی سلطان سلیم کے ملک میں اپنی خفیہ سازشوں کا جال نہ پھیلاتا۔ اور سلطان عثمانی سے صلح و صفائی رکھنا ضروری نہ سمجھتا تو یقیناً سلیم یورپ کی طرف متوجہ ہوتا۔ اور اس طویل زمانے کی مہلت کو جو بایزید ثانی کے عہد حکومت میں عیسائی بادشاہوں کو حاصل رہی، ختم کر کے تمام یورپ کو فتح کرتا ہوا اندلس تک جا پہنچتا۔ لیکن اسماعیل صفوی نے سلیم کو یورپ والوں کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔" [2]

اپنے علاقوں کی واگذاری اور ایران کے مظلوم سنیوں کی دادرسی کے لئے سلطان سلیم کو شاہ اسماعیل صفوی سے وادی خالدران میں (جو تبریز سے بیس میل پر ہے) ۲۰ رجب ۹۲۰ھ ۲۳ اگست ۱۵۱۴ء کو فیصلہ کن جنگ کرنی پڑی۔ جس میں اس نے شاہ اسماعیل کو شکست فاش دی۔ اور کردستان، عراق اور ساحل خلیج فارس تک کے تمام صوبے فتح کر کے سلطنت عثمانیہ میں شامل کر دئے۔ اور اسماعیل صفوی

---

[1] روضات الجنات ص ۱۷۸، بحوالہ مختصر منہاج السنۃ ص ۳۲۶۔ [2] ایضاً ۳/۴۲۹

کی قریباً آدھی سلطنت عثمانیہ سلطنت میں شامل ہوگئی۔

سلیمان اعظم قانونی (۹۲۶-۹۷۴ھ) کے عہد میں بھی صفویہ کی حرکتیں اس کی فتوحات یورپ میں ں اندانہ ہوتی رہیں۔ اور اسے شاہ طہماسپ صفوی کے خلاف ۹۴۱ھ سے ۹۶۱ھ کے درمیان چار ایران پر فوج کشی کرنی پڑی۔ اور اس طرح وہ اپنے یورپی حریفوں کی طرف متوجہ نہ ہوسکا۔ اور ضیہ جہاد کما حقہ، انجام نہیں دیا جاسکا۔

دربار عثمانی میں مامور آسٹریائی سفیر (BUSBCQUIVS) نے لکھا تھا۔

"ہمارے اور ہماری تباہی کے درمیان اہل ایران ہی صرف ایک روک ہیں، ترک ہمیں ضرور آدبا تے، مگر ایرانی انہیں روکے ہوئے ہیں، ایرانیوں کے ساتھ ترکوں کی اس جنگ میں ہمیں صرف مہلت مل گئی ہے۔ مخلصی اور نجات نہیں حاصل ہوئی ہے۔"[1]

مراد ثالث (۹۸۲-۱۰۰۴ھ) کے عہد میں بھی ایران سے جنگ کا سلسلہ ۹۸۵ھ سے ۹۹۸ھ تک جاری رہا۔ اور پھر ایران سے صلح ہوگئی۔ صلح نامہ کی ایک دفعہ یہ بھی کہ آئندہ اہل ایران خلفائے ثلاثہ رضہ کے خلاف تبرا کہنے سے باز رہیں گے۔"[2]

سرجان مالکم (MALCOLM) سابق گورنر بمبئی اپنی "تاریخ ایران" میں لکھتا ہے:-

" شاہ عباس کے عہد میں جو تدبیریں دو انگریزوں کی بدولت ظہور میں آئیں۔ پہلے ان کا خیال بھی نہیں تھا۔ یعنی دو انگریز جو شریف خاندان اور جنگی فن میں مشہور و معروف تھے۔ عباس کے دربار میں اتفاقاً وارد ہوئے اور وہ دونوں سر انتھونی شرلی صاحب (SHCRLEY) اور سر رابرٹ شرلی صاحب نامی آپس میں بھائی بھائی تھے۔ ان دونوں کے ذریعہ شاہ عباس کو ملکی اور جنگی تدبیروں میں بہت بڑی مدد پہنچی۔ (ص۴۴۵) ایک نامہ شاہ عباس نے یورپ کے عیسائی بادشاہ کے نام لکھ کر سر انتھونی شرلی صاحب کے حوالہ کیا۔ وہ نہایت عجیب و غریب تھا۔ کبھی کسی بادشاہ نے اپنے ایلچی کو ایسا نامہ لکھ کر نہیں دیا۔ اس میں عباس کی جانب سے عیسائی بادشاہوں

---

[1] دولت عثمانیہ ۱/ ۱۹۸، از ڈاکٹر محمد عزیز (اعظم گڑھ ۱۹۸۱ء) نیز کریزی کی تاریخ "ترکان عثمانی" (لندن ۱۸۷۷ء ۲ - ۱۷۲) [2] دولت عثمانیہ ۱/ ۲۴۱ از ڈاکٹر محمد عزیز۔

کے ساتھ راہ و رسم پیدا کرنے کی درخواست تھی (ص ۶۴۸)

سر انتھونی صاحب شاہنشاہ جرمنی کے دربار میں گئے۔ اور شاہنشاہ ممدوح اور تمام بادشاہ ان کے ساتھ نہایت تواضع و تکریم سے پیش آئے۔ کیونکہ ایک خبر فرحت اثر صاحب موصوف نے ایسی سنائی تھی۔ کہ اس سے زیادہ کوئی خبر یورپین بادشاہوں کے حق میں اچھی نہ تھی۔ یعنی شاہ عباس ترکوں پر فوج کشی کرنا چاہتا ہے جن سے یورپ کے یہ تمام بادشاہ اس زمانہ میں خائف و ترساں تھے۔ چنانچہ شاہ عباس نے اپنے ارادہ کے موافق قسطنطنیہ کے بادشاہ فوج کشی شروع کی[1]

نادر شاہ درانی | نادر شاہ درانی نے ایران، افغانستان، عراق اور ہندوستان میں جس توحش و بربریت کا مظاہرہ کیا اور بے گناہ انسانوں کے خون سے جس طرح ہولی کھیلی۔ اس لئے اس کا نام بھی چنگیز، ہلاکو اور تیمور جیسے غارت گروں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اور ظلم و سفاکی میں ضرب المثل بن چکا ہے۔

اس کی اس بربریت کے پیچھے بھی اس کی تخریبی ذہنیت اور عجمی عصبیت کارفرما تھی۔ اور اس غارت گری و مردم کشی کے پس منظر اور عملی محرکات میں تشیع کا بھی خاصا دخل تھا۔ بہت سے فیصلہ کن مرحلوں میں اس نے اپنے سنی حریفوں کو فریب میں رکھنے کے لئے "تقیہ" کا حربہ بھی استعمال کیا۔ اور اپنے کو بعض موقعوں پر سنی بھی ظاہر کیا۔

اس نے عراق اور بغداد کے مسلمانوں کو جس طرح اپنے حملوں کا نشانہ بنایا اور عثمانی گورنر کو پریشان کیا اس کی چشم دید روئداد مشہور عراقی عالم و مورخ ابوالخیر زین الدین عبدالرحمن السویدی (م ۱۲۰۰ھ) نے مرتب کی تھی۔ اور نادر شاہ سے ٹکر لینے والے دو عثمانی وزیروں حسن پاشا اور ان کے لڑکے احمد پاشا کے حالات حدیقۃ الزوراء فی سیرۃ الوزراء کے نام سے لکھے تھے۔ ان سب کا مجموعہ علامہ عراق شیخ بہجۃ الاثری نے ابھی حال ہی میں بغداد سے شائع کیا ہے جس میں علامہ سویدی لکھتے ہیں کہ

نادر شاہ عثمانی ترکوں سے لڑنے کے لئے ایک لشکر جرار کے ساتھ عراقی سرحدوں میں داخل ہوا۔ اور ان میں بڑی تباہی مچائی۔ اور سات ماہ تک بغداد کا محاصرہ کئے رہا۔ مگر بغدادیوں اور عثمانی فوجوں کی شجاعت و استقامت کے سبب

---

[1] دولت عثمانیہ ۱/۱۸۲ از ڈاکٹر محمد عزیز

وہ اپنے ناپاک عزائم میں ناکام رہا۔ اور عثمانیوں نے اسے "العظیم" کے معرکہ میں فیصلہ کن شکست دی۔ اور وہ ہمدان کی جانب روانہ ہو گیا۔ جہاں وہ ۱۱۵۶ھ میں ٹھہرا رہا۔ پھر تقریباً نوے ہزار فوج کے ذریعے بصرہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور بیس دن تک بغداد کا محاصرہ کئے رہا۔ اور اس کے دیہاتوں کو لوٹتا رہا۔ پھر شہر زور۔ کرکوک۔ اور اربل کو پامال کرنے کے بعد دو لاکھ فوجوں کے ذریعے موصل کا چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا۔ مگر وہاں ناکام رہ کر تیسری بار بغداد کا رخ کیا۔ مگر اسی اثنا میں بلوچ خاں نے آگے بڑھ کر اکثر ایرانی شہروں پر قبضہ کر لیا جس کے سبب نادر شاہ نے وزیر احمد پاشا سے صلح کی درخواست کی جسے اس نے قبول کر لیا جس کے بعد وہ ایرانی سرحدوں میں لوٹ آیا اور اس کے اسلاف کی طرح، عراق کو ایرانی مملکت کا حصہ بنا لینے کی خواہش بھی پوری نہیں ہوئی اور بالآخر ۱۱۶۰ھ میں وہ مارا گیا [۱]

ہندوستان میں ایرانی تورانی کش مکش اور نادر شاہ کا قتل عام

ہمایوں، عباس صفوی کے دربار سے تشیع سے متاثر ہو کر ہندوستان واپس آیا۔ اور ایرانی سپاہیوں کی مدد سے وبارہ تخت دہلی پر قبضہ کیا۔ جس کی یہ بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ کہ ایرانی امراء کا اقتدار بڑھتا گیا اور ی تناسب سے ترکی۔ افغانی اور مغل امراء بے اثر ہوتے گئے۔ اور بالآخر مغل سلاطین سید برادران سن علی خان اور حسین علی خان کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئے۔ اور سلطنت مغلیہ مفلوج اور بے اثر ہو کر رہ گئی۔ اور مغل سلطنت کو اتنا کمزور کر دیا کہ وہ پھر سنبھل نہ سکی۔ تاریخ اسلام اور تاریخ ہند کے بے مبصر اور ممتاز عالم مولانا مناظر احسن گیلانی نے اس عہد کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

"عالمگیر کے لڑکے بہادر شاہ کے انتقال کے بعد معز الدین جہاندار شاہ اور فرخ سیر میں جنگ ہوئی۔ اس معرکہ میں فرخ سیر کی کامیابی چونکہ بالکلیہ بارہ کے سیدوں میں سے دو بھائی حسین علی خاں اور حسن علی خاں کی رہین منت تھی۔ اس بنیاد پر فرخ سیر کے عہد میں حکومت پر انہی دو بھائیوں کا اقتدار قائم ہو گیا۔ اور ایسا اقتدار کہ بادشاہ بے چارہ "شاہ شطرنج" ہو کر رہ گیا۔ قدرۃً فرخ سیر کے لئے یہ صورت

---

[۱] ذرائع العصبیا العنصریۃ فی اثارتہ الحروب۔ بہجۃ الاثری (مجمع علمی عراقی، بغداد ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء) ص ۳۹

حال نا قابل برداشت بنتی چلی جارہی تھی۔ سید بھائیوں اور فرخ سیر میں ان بن ہو گئی۔ اور اس مخالفت و معاندت نے بالآخر ان نتائج کو پیدا کیا جن کا خمیازہ آج تک ہندوستان کے مسلمان بھگت رہے ہیں۔ طباطبائی جو ہم مشربی کی وجہ سے بجائے فرخ سیر کے سید بھائیوں کے سخت ترین طرفداروں میں ہیں۔ ان کو بھی لکھنا پڑا کہ انہی فساوات سادات (۲/۴۰۷) نے آہستہ آہستہ ہندوستان کی ساری مملکت کا ساطہ کر لیا۔ اور تیموری سلاطین کا اقتدار قطعی طور سے فنا کی آندھی کی نذر ہو گیا لیکن سچ یہ ہے اور واقعات اس کے مؤید ہیں کہ تورانیوں نے نادر شاہ کو اکسا کر بلایا گیا۔ اور بالفرض یہ سب بھی ہو جب بھی واقعہ ضرور پیش آیا۔ کہ ہمایوں نے ایرانی جراثیم کے لئے جو سوراخ پیدا کیا تھا نادر گردی نے اس سوراخ کو وسیع سے وسیع تر کر دیا۔

نادر سے ہندوستانیوں نے شکست کھائی اور ایسی شکست کھائی جس کی نظیر کم از کم ہندی مسلمانوں کی آنکھوں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی۔ شاہ عبدالعزیز کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ نادر گردی کی دہشت اس حد کو پہنچ چکی تھی کہ پرانی دلی کے شرفاء آگ میں پھاندنے کی تیاریاں کر چکے تھے۔"[۱]

سید فرید ہاشمی دہلی میں نادر شاہ کے قتل عام کے بارے میں لکھتے ہیں :-

" یہ ظالمانہ قتل جس میں مرد و زن جوان و پیر، تندرست و بیمار، بچہ و معصوم کسی رعایت نہیں کی گئی۔ کامل دوپہر یعنی ۸،۹ گھنٹے تک جاری رہا۔ اور اس میں کام آنے والوں کا کم از کم اندازہ تیس ہزار نفوس سے کیا گیا ہے۔ (یہ خود نادر شاہ کے ملازم مرزا مہدی مؤلف نادر نامہ کا اندازہ ہے۔ بعض مصنفین نے مقتولین کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ بتائی ہے) پھر شہر کے ہر مکان کی تلاشی لی گئی اور جو کچھ زر نقد، زیورات یا قیمتی ساز و سامان ملا۔ سب ایرانیوں نے لوٹ لیا ساز و سامان کے علاوہ کم سے کم روپیہ نقد تھا۔"[۲]

تاریخ ایران کے ایک مبصر پروفیسر براؤن (E.G. BRAWN) لکھتے ہیں۔

---

[۱] الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر ص ۱۵۹-۱۶۸ (بریلی ۱۹۴۱ء) [۲] تاریخ ہند ص ۲۷۱ حیدرآباد ۱۹۲۱ء

"چند روز بعد شہر میں بلوہ ہوا جس میں نادر کے کچھ سپاہی مارے گئے اور اس نے ان کا انتقام لینے کے لئے دہلی کے باشندوں کے قتل عام کا حکم دے دیا جو ۹ بجے صبح سے ۳ بجے سہ پہر تک جاری رہا جس میں ایک لاکھ دس ہزار آدمی مارے گئے HOONWOY اپنی REVOLUTION OF PERSIA جلد دوم میں کہتا ہے کہ ہندوستان کو سب ملا کر ۱۲ کروڑ پونڈ کا مالی نقصان ہوا اور دو لاکھ جانیں ضائع ہوئیں[لہ]"

نادر گردی کی وحشت ناکی و المناکی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ دہلی کے امیر میر قمر الدین منت نہایت عاجزی کے ساتھ نادر کے پاس گئے۔ اور قتل عام روکنے کی درخواست کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا ؎

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی   مگر کہ زندہ کنی خلق را باز کشی

خود محمد شاہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بڑے کرب کے ساتھ یہ مصرع پڑھتا تھا ع

شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

نادر کے بعد قاچاری دور میں جس طرح اہلسنت پر مظالم ہوتے۔ اور پھر پہلوی دور میں رضا شاہ کو جس طرح بڑی طاقتوں نے عالم عربی کے خلاف مسلح کیا اور اسے خلیج اور مشرق وسطی کا پولیس مین بنانے کی کوشش کی وہ حال کی تاریخ ہے اور پھر خمینی صاحب نے ۱۹۷۹ میں اقتدار میں آ کر شاہی استبداد کی جگہ دینی و مذہبی تشدد اور استبداد قائم کر دیا (اگرچہ دین کے معاملے میں ظلم و تشدد کسی مذہب میں جائز نہیں) اور ایران میں اسلامی نظام و استحکام قائم کرنے کے بجائے ۴ ستمبر ۱۹۸۰ء کو عراق کے ساتھ جنگ چھیڑ کر جنگ جوئی اور مردم کشی کی ایک المناک روایت قائم کر دی اور اس طرح اسلام دشمنی و مسلم کشی کی صدیوں پرانی تاریخ کو ایک بار پھر زندہ کر دکھایا۔ اور اسرائیل اور دوسری اسلام دشمن طاقتوں سے فوجی مدد لے کر بھی باطنیہ و قرامطہ کی روش کو تازہ کر دیا۔ خمینی صاحب نے اسلام کے نام پر ایران کے سینوں اور کردوں پر مظالم توڑ کر عالم عربی کے ساتھ معاندانہ رویہ اپنا کر کس اسلام کی یا انسانی مقاصد کی خدمت انجام دی ہے۔ یہ ان کے اور ان کے ہم مذہبوں اور فریب خوردہ حمایتیوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ اور سوالیہ نشان ہے۔ عالم عربی اور عالم اسلامی سے ایران کو الگ کر کے اسرائیل اور اسلام دشمن طاقتوں سے افسوسناک اور شرمناک اتحاد کو دیکھتے ہوئے اور ان کے ضمیر سے اپیل کرتے ہوئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ ع

بہ بیں کہ از کہ شکستی و با کہ پیوستی

لہ تاریخ ادبیات ایران ص ۲۱۷۔ دہلی ۱۹۳۹ء۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

pti
PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED